ماہنامہ دارالعلوم ، شمارہ 5، جلد: 98 ، رجب 1435 ہجری مطابق مئی 2014ء

غزوۂ قسطنطنیہ میں یزید کی عدمِ شرکت
حدیث و تاریخ کا تجزیاتی مطالعہ
(۱)

از: مفتی محمد ابوبکر قاسمی، مدرسہ اسلامیہ شکرپور، بھروارہ، دربھنگہ، بہار

بعثتِ نبوی کے وقت دنیامیں قیصر وکسریٰ کی دو مستحکم حکومتیں تھیں، دوسرے سلاطین انھیں حکومتوں کے باج گزار تھے، مکی زندگی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری مستعدی کے ساتھ مکہ میں رہ کر اور کبھی کبھار مکہ کے اطراف میں لگنے والے میلوں اور بازاروں میں جاکر اسی طرح طائف پہنچ کر دعوتِ اسلام کا فریضہ انجام دیا،اور ہجرت کے بعد مدنی زندگی میں دعوت کے ساتھ اسلامی حکومت کے قیام واستحکام کا کام پوری تیاری اور خداداد حکمت وبصیرت کے ساتھ انجام دیا۔ ایک وقت وہ بھی آیا کہ کفارِمکہ جو آپ کے شدید دشمن تھے، ان کے ساتھ صلح ہوگئی، پھر مکہ بھی فتح ہوگیا۔ فتحِ مکہ کے بعد آپ نے حضرت زید کی امارت میں رومیوں سے قتال کا آغاز فرمایا۔ غزوۂ موتہ ہی سے رومیوں سے باضابطہ جنگ کا آغاز ہوتا ہے، غزوۂ تبوک اور جیشِ اسامہ کی تیاری وروانگی اور وفات نبوی کے بعد خلافتِ صدیقی میں جیشِ اسامہ کی ملکِ شام پہنچ کر فاتحانہ جنگ، قتالِ روم ہی کا حصہ ہے، خلافتِ فاروقی میں قیصر وکسریٰ دونوں مستحکم حکومتوں کا تختہ پلٹ دیاگیا،کسریٰ کی حکومت کا تو صفحۂ ہستی سے نام ہی مٹ گیا؛ البتہ قیصرِ روم کو دمشق، حمص، شام اور مصر سے کھدیڑ کر قسطنطنیہ میں پناہ لینے پر مجبور کردیاگیا، ۲۰ھ میں قیصر روم ہرقل کی وفات ہوئی جس کو صلحِ حدیبیہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا، جس نے اپنے دربار میں حضرت ابوسفیان کو بلواکر آپ کے احوال دریافت کیے تھے جس کا تفصیلی قصہ کتبِ حدیث میں موجود ہے، ہرقل کی وفات کے بعد قسطنطین بادشاہ ہوا۔ یاد رہے کہ قسطنطنیہ اور عربستان کے درمیان دریا حائل ہے، عربستان سے متصل دریا سے اِس پار کا خطہ تو حضراتِ صحابہؓ نے حضرت عمرؓ ہی کی خلافت کے ایام میں رومیوں سے فتح کرلیا تھا؛ لیکن دریا پارکرکے رومیوں سے جنگ کرنے کی اجازت سیدنا عمر نے اپنے دورِخلافت میں نہیں دی؛ البتہ سیدنا عثمان غنی کی خلافت کے زمانہ میں حضرت امیر معاویہ جو ملک شام کے گورنر تھے، ان کے پیہم اصرار کی وجہ

سے آپ نے ان کو غزوۃ البحر کی اجازت دے دی؛ چنانچہ دریا پار کرکے رومیوں سے جنگ کا آغاز سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کی خلافت میں خود انھیں کی اجازت سے ۲۷ھ میں کردیا تھا۔

یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ امِ حرامؓ بنت ملحان کے بقول خود ان کے گھر بوقتِ قیلولہ غزوۃ البحر سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خواب دیکھا تھا اور آپ دونوں خواب سے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تھے، حضرت ام حرامؓ نے دونوں مرتبہ آپ سے مسکراکر بیدار ہونے کا سبب دریافت کیا تھا، آپ نے دونوں مرتبہ حضرت ام حرامؓ کو یہ جواب دیا تھا وأیت قومًا من امتی یرکبون ظہر ہٰذاالبحر کالملوک علی الاسرۃ (سنن دارمی، کتاب الجہاد باب فضل غزوۃ البحر، حدیث ۲۴۶۴ ، مسند ابی یعلی حدیث۲۶۷۵)

حضرت ام حرامؓ سے مذکورہ روایت کو دو بزرگوں نے نقل کیاہے: ایک حضرت انسؓ جو صحابی رسول ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص ہیں اور حضرت ام حرامؓ کے بھانجہ ہیں۔ گویا گھر کے آدمی ہیں، اور دوسرے راوی عمیر بن الاسود العنسی ہیں، جو صحابی تو نہیں ہیں؛ البتہ مخضرم ہیں اور ان کا شمار نیک لوگوں میں ہوتا ہے، حضرت ام حرام والی روایت جس کے راوی ان سے حضرت انس ہیں اس روایت کو تمام صحاح ستہ کے مصنّفین نے نقل کیا ہے؛ بلکہ امام بخاریؒ نے تو اس روایت کو حضرت انسؓ سے مختلف کتابوں اور متفرق ابواب میں چھ مرتبہ نقل کیا ہے اور بہت سے مسائل کا استنباط کیا ہے، قدرِ مشترک حضرت انسؓ کی تمام روایات کا مضمون یکساں ہے؛ البتہ حضرت ام حرامؓ کی روایت کے دوسرے راوی عمیر بن الاسود العنسی کی روایت کو میری معلومات کے مطابق اور میرے ناقص مطالعہ کی روشنی میں صرف سیدنا امام بخاریؒ نے کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم حدیث ۲۸۳۶، ج۱، ص۴۰۹ و ۴۱۰ پر نقل کیا ہے، حضرت انسؓ سے مروی روایات کی تحقیق وتخریج کے لیے ذیل میں حوالجات کی تفصیل تحریر کی جاتی ہے:

(۱) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب۳، الدعاء بالجہاد والشہادۃ، حدیث ۲۷۰۷، جلد اول، ص۳۹۱۔

(۲) صحیح بخاری کتاب الجہاد باب۸، فضل من یصرع فی سبیل اللہ، حدیث۲۷۱۷، جلد اول، ص۳۹۲۔

(۳) صحیح بخاری کتاب الجہاد، باب ۶۳، غزوۃ المرأۃ فی البحر، حدیث۲۷۹۲، جلد اوّل، ص۴۰۳۔

(۴) صحیح بخاری کتاب الجہاد، باب۷۵، رکوب البحر، حدیث ۲۸۰۸، جلد اوّل، ص۴۰۵۔

(۵) صحیح بخاری کتاب الاستیذان، باب ۴۱، من زار قوماً فقال عندہم، حدیث ۶۰۴۱، جلد دوم، ص۹۲۹۔

(۶) صحیح بخاری کتاب التعبیر، باب ۱۲، الرویا بالنہار، حدیث ۶۷۳۲، جلد دوم، ص۱۰۳۶۔

(۷) صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب فضل الغزو فی البحر، حدیث ۴۸۱۹ تا ۴۸۲۳ پانچ روایات۔

(۸) نسائی شریف کتاب الجہاد فضل الجہاد فی البحر جلد دوم، ص۵۲۔

(۹) جامع ترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی غزوۃ البحر جلد اول، ص۲۹۴۔

(۱۰) سنن ابی داؤد کتاب الجہاد، باب۱۱، فضل الغزو فی البحر.

(۱۱) سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب فضل غزوۃ البحر جلد دوم، ص۱۹۹۔

(۱۲) سنن دارمی کتاب الجہاد، باب ۲۹، فی فضل غزوۃ البحر، حدیث ۲۴۶۴، جلد دوم، ص۲۷۶۔

(۱۳) مسند ابی یعلی، حدیث۲۶۷۵۔

(۱۴) صحیح ابن حبان، حدیث ۴۶۰۸۔

حضرت انسؓ کی تمام روایات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب دیکھنے اور مسکراتے ہوئے اٹھنے اور پھر حضرت ام حرامؓ کے اس غزوہ میں شرکت کی دعا کرانے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا فرمانے کا تفصیلی ذکر ہے، حضرت ام حرامؓ کے پوچھنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے خواب کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح کی متعدد جگہوں میں حسب ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

(۱) ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ یرکبون ... ہذا البحر ملوکا علی الأسرۃ او مثل الملوک الأسرۃ (بخاری۱/۳۹۱، ۲/۹۲۹، ۲/۱۰۳۶)

(۲) ناس من أمتی عرضوا علی یرکبون ہذا البحر الأخضر کالملوک علی الأسرۃ (بخاری ۱/۳۹۲)

(۳) ناس من أمتی یرکبون البحر الأخضر فی سبیل اللہ مثلہم مثل الملوک(بخاری ۱/۴۰۳)

(۴) عجبت من قوم من أمتی یرکبون البحر کالملوک علی الأسرۃ (بخاری ۱/۴۰۵)

ترجمہ: میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے دکھائے گئے، یا مجھے اپنی امت کے کچھ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے دریا کے بیچ یا دریا کے ظاہری سطح پر یا سبز دریا میں

تختوں پر بادشاہوں (کے بیٹھنے) کی طرح دریا میں (کشتیوں پر) سوار ہیں۔

$$$

دوسرے خواب کے الفاظ کوامام بخاریؒ نے یوں نقل کیا ہے:

ثم وضع راسہ ثم استیقظ وہو یضحک فقلت ما یضحک یا رسول اللہ قال:

(۱) ناس من أمتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ کما قال فی الأول (بخاری ۱/۳۹۱، ۲/۱۰۳۷)

(۲) ثم نامہ الثانیۃ ففعل مثلہا فقالت مثل قولہا فأجابہا مثلہا (بخاری ۱/۳۹۲)

(۳)ش ثم عاد فضحک فقالت لہ مثل أومّ ذلک فقال لہا مثل ذلک (بخاری ۱/۴۰۳)

(۴) ثم نامہ فاستیقظ وہو یضحک فقال مثل ذلک مرتین أو ثلاثا (بخاری ۱/۴۰۵)

ترجمہ: پہلے خواب سے بیدار ہونے کے بعد حضرت ام حرامؓ سے اس خواب کو بیان کرنے پھر حضرت ام حرامؓ کے سوال وجواب اور دعا کی درخواست وغیرہ کرنے اور آپ کے دعا دینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے پھر دوبارہ آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، حضرت ام حرامؓ کے سوال کرنے اور مسکرانے کا سبب پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی کی طرح جواب دیا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے دکھائے گئے اور یہ بات آپ نے دو یا تین مرتبہ کہی۔ امام دارمی نے دوسرے خواب کے الفاظ نہایت ہی صراحت کے ساتھ یوں نقل کیے ہیں، رأیت قوما من أمتی یرکبون ظہر ہذا البحر کالملوک علی الأسرۃ. (سنن دارمی ۲/۲۷۶) میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں کو اس دریا کی پُشت پر تختوں پر بادشاہوں کی طرح (کشتیوں پر) سوار دیکھا۔

امام دارمیؒ نے پہلے خواب کا ذکر بھی بعینہٖ مذکورہ الفاظ کے ذریعہ تحریر کیاہے، حضرت انسؓ کی سند سے حضرت ام حرامؓ کی تمام روایات کا مضمون یکساں ہے، دونوں خواب کا تعلق دریائی سفر سے ہے، پہلے سفر میں حضرت ام حرامؓ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی دعا فرمائی تھی؛ چنانچہ وہ غزوہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں سیدنا امیر معاویہؓ نے شروع فرمایاتھا جس میں حضرت ام حرامؓ بھی شریک ہوئی تھیں اور اسی غزوہ سے واپسی میں سواری کے جانور سے گرکر ان کی وفات ہوگئی تھی۔ ان تمام باتوں کا تذکرہ خود بخاریؒ کی روایات میں نیز حضرات شارحین نے مفصل طور پر کیاہے، بخاری کی مختلف روایات کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

(۱) فرکتبتُ الْبَحْرَ فِیْ زَمَانِ مُعاوِیَّۃَ فَصَرَعْتُ عَنْ دَابَّتِہا حِیْنَ خَرَجْتُ مِنْ الْبَحْرِ فَہَلَکْتُ (بخاری ۱/۳۹۱) نیز ملاحظہ ہوں (بخاری ۲/۹۳۰ و ۱۰۳۷)

(۲) فَخَرَجْتُ مَعَ زَوْجِہَا عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِیًا أَوَّلَ مَارَکِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ معَاوِیَّۃَ فَلَا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوِہِمْ قَافِلِیْنَ فَنَزَلُوْا الشَّامَ فَقَرُبَتْ الَیْہَا دَابَّۃٌ لِتَرْکَبَہَا فَصَرَعَتْہَا فَمَاتَتْ (بخاری ۱/۳۹۲)

(۳) قَالَ أَنَسٌ فَرَکِبْتُ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قُرْظَۃَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَکِبْتُ دَابَّتَہَا فَوَقَصَتْ بِہَا فَسَقَطَتْ عَنْہَا فَمَاتَتْ (بخاری ۱/۴۰۳)

(۴) فَلَمَّا رَجَعْتُ قَرُبَتْ دَابَّتُہَا لِتَرْکَبَہَا فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُہَا (بخاری ۱/۴۰۵)

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں مذکورہ غزوہ کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

أَخَذَہَا مَعَہ لَمَّا غَزَا قَبْرِصُ فِی الْبَحْرِ سَنَۃَ ثَمَانِ وَّعِشْرِیْنَ وَکَانَ مُعَاوِیَۃُ أَوَّلَ مَنْ رَکِبَ الْبَحْرَ لِلْغَزَاۃِ فِیْ خِلَافَۃِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تعالی عَنْہُ (عمدۃ القاری ۱۰/۱۹۷)

خلاصہ

مذکورہ غزوہ سب سے پہلے سیدنا عثمان غنیؓ کی خلافت میں حضرت امیر معاویہؓ نے انجام دیا، جس میں ان کے ساتھ ان کی اہلیہ بنت قرظہ اور حضرت ام حرامؓ شریک تھیں، جب مجاہدین کا قافلہ لوٹ کر ملکِ شام واپس آیاتو سواری کے جانور سے گرنے کے سبب حضرت ام حرامؓ کی گردن ٹوٹ گئی اوراسی گردن ٹوٹنے کے سبب ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت ام حرامؓ کے شوہر کا نام عبادۃ بن الصامتؓ ہے، جو سب سے پہلے ہونے والے اس دریائی سفر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ (ملاحظہ ہو بخاری ۱/۳۹۲)

حضرت انسؓ کی سند سے مروی حضرت ام حرامؓ کی تمام روایات کو پڑھ جایئے کسی میں صراحت کے ساتھ نہ قتالِ روم کا تذکرہ ہے اور نہ ہی اس غزوہ کے شرکا کے لیے صراحت کے ساتھ جنت کی بشارت ہے؛ البتہ بعض شارحین نے حدیث انسؓ میں وارد الفاظ مُلُوْکاً عَلی الأسْرَۃِ یا مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلی الأسْرَۃِ (بخاری ۱/۳۹۱) یاکالملوک علی الأسرۃ (بخاری ۱/۴۰۵) کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ان غازیوں اور مجاہدوں کا حال جنت میں تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کے مانند ہوگا؛ لیکن دوسرے شارحین نے اس مفہوم کی تردید بھی فرمائی ہے۔

اب حضرت ام حرامؓ کی حدیث کی دوسری سند اوراس کے دوسرے راوی عمیر بن الاسود العنسی سے مروی الفاظ کو ملاحظہ فرمایئے جس کی شرح میں بخاری کے مہلب جیسے بعض شارحین نے سیدنا امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ کی منقبت کے ساتھ یزید علیہ ما علیہ جیسے متنازع فیہ شخص کی ظلم وجبر کی تلواروں سے حاصل کی ہوئی حکومت کو خلافتِ راشدہ اور خود یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایاہے اور سیدنا حسین جیسے نوجوانانِ اہل جنت کے سردار کو باغی اور ان کی مظلومانہ شہادت کو قتلِ ناحق کہنے کے بجائے قتلِ صحیح ثابت کرنے کے لیے پورا زورِ قلم صرف کیاگیاہے؛اس لیے ان سطور میں ہم حدیث وتاریخ کا تجزیاتی مطالعہ کرکے اہلِ عقل ودانش اور اصحابِ علم وفہم پر واضح کردینا چاہتے ہیں کہ بخاری کی مذکورہ عمیر بن الاسود والی روایت کے متعلق اربابِ بصیرت حضرات کیا کہتے ہیں، نیز یزید اس حدیث میں وارد بشارت کا مصداق ہے یا نہیں؟ پہلے زیر بحث روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسے اپنی صحیح کے کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم ۱/۴۰۹ میں بالفاظ ذیل نقل کیاہے:

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ الْعَنَسِيّ حَدّثَہ أَنَّہ أَتَىٰ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَہُوَ نَازِلٌ فِيْ سَاحَةِ حِمَّصَ وَہُوَ فِيْ بِنَاءٍ لَہ وَمَعَہ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّہَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَى اللهُ عليہ وسلَّم يَقُوْلُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوْا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسولَ اللهِ! أَنَا فِيْہِمْ قَالَ: أَنْتِ فِيْہِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّہُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيْہِمْ يَا رَسُوْلَ قَالَ: لاَ. (بخاری ۱/۴۰۹)

(۱) اس روایت میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خوابوں کا ذکر نہیں ہے؛ جبکہ پہلی روایت میں دونوں خوابوں کی مکمل صراحت ووضاحت ہے۔

(۲) پہلی روایت میں شرکائے غزوہ کے لیے صراحت کے ساتھ کوئی بشارت نہیں ہے؛ لیکن اس روایت میں پہلے دریائی سفر والے لشکر کے لیے أَوْجَبُوْا کا لفظ وارد ہوا ہے جس کا مطلب اکثر نے أَوْجَبُوْا الْجَنَّةَ اور بعض نے أَوْجَبُوا الْمَحَبَّةَ (عمدۃ القاری) کے الفاظ کے ذریعہ بیان کیاہے۔

(۳) اور دوسرے لشکر کے لیے جو مدینۂ قیصر پر حملہ کرنے میں پہل کرے گا مَغْفُوْرٌ لَّہُمْ کا ذکر ہے کہ اس دوسرے لشکر کے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تراجم ابواب سے متعلق اپنے رسالہ میں جو بخاری جلد اول کے ساتھ مطبوع ہے، زمانۂ ماضی کے گناہ کی معافی کے ساتھ مختص مانا ہے۔ (ملاحظہ ہو بخاری جلد اول شرح تراجم ابواب بخاری ص۳۱، باب ما قیل فی قتال الروم)

نیز اسلام، حج اور ہجرت کے متعلق مسلم شریف کی حدیث میں صاف صراحت کے ساتھ مروی ہے يَہْدِمُ أَوْ تَہْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَہ أَوْ قَبْلَہَا (ملاحظہ ہو مسلم شریف کتاب الایمان باب ۵۳ كونُ الاسلامِ يَہْدِمُ مَا كان قبلَہ، حدیث ۲۲۹، ۱/۷۶)

ترجمہ: اسلام، حج اور ہجرت سابقہ گناہوں کو معاف کردیتا ہے، یہ حضور نے حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا تھا جب وہ مسلمان ہوئے تھے؛ لیکن اس کے باوجود ان کا حال یہ تھا کہ وہ مرنے کے وقت کافی دیر تک روتے رہے، ان کے رونے کا تفصیلی قصہ اور رونے کے سبب کو جاننے کے لیے مسلم شریف کے مذکورہ باب کا مطالعہ کیجیے۔

یزید کو جنتی ثابت کرنے والوں کے فہمِ خاطی کے سمجھنے کے لیے اوپر کا مذکورہ بیان ہی کافی ہے، پھر بھی مزید وضاحت کے لیے مدلل بحث ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق

یہاں یہ بات اچھی طرح ملحوظِ خاطر رہے کہ حضرت امِ حرامؓ کی حدیث کے دوسرے راوی عمیر بن الاسود العنسی ملک شام کے رہنے والے ہیں ان کا نام عمرو اور لقب عمیر ہے۔ یہ صحابی تو نہیں البتہ بہت عبادت گزار تھے، تابعین مخضرم میں ان کا شمار ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی تعریف کیا کرتے تھے، ان کی وفات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ہوئی، بخاری شریف میں ان کی صرف یہی ایک حدیث ہے وَلَيْسَ لَہ فِيْ الْبُخَارِيّ سِوَىٰ ہَذَا الْحَدِيْثِ (فتح الباری ۱۳۱/۶)

عمیر بن الاسود کے شاگرد خالد بن معدان ہیں یہ زیادہ تر مرسل روایات بیان کرتے ہیں، ان کے شاگرد ثور بن یزید ہیں، علامہ عینی نے ان کا تعارف حیوان مشہور کہہ کر کرایا ہے کہ یہ اس کے ہم نام ہیں، یہ حمص کے باشندے ہیں، یہ مذہباً قدریہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے دادا جنگِ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اسی جنگ میں وہ مقتول ہوئے، ثور کا یہ حال تھا کہ جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو کہتے کہ میں ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جس نے میرے دادا کو قتل کردیا ہو۔ اہل حمص نے قدریہ مذہب رکھنے کی وجہ سے انھیں شہر بدر کردیا تھا، چنانچہ تہذیب التہذیب میں ہے:

يُقَالُ انَّہ قَدْرِيًّا وَكَانَ جَدُّہ قَتَلَ يَوْمَ صِفِّيْنَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ ثَوْرًا اذَا ذَكَرَ عَلِيًّا قَالَ لاَ أحِبُّ رَجُلاً قَتَلَ جَدِّيْ نَفَاہُ أہْلُ الْحِمَّصِ لِكَوْنِہ قَدْرِيًّا (تہذیب التہذیب ۲/۳۴، تقریب التہذیب ۱/۷۴) قَالَ أحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَانَ ثَوْرٌ يَرىٰ الْقَدْرَ وَكَان أہْلُ الْحِمَّصِ نَفَوْہُ أخْرَجُوْہُ وَأحْرَقُوْا دَارَہٗ (میزان الاعتدال ۱/۳۸۴)

ثور کے شاگرد یحییٰ بن حمزہ ہیں یہ بھی دمشق کے رہنے والے ہیں اور ان کا بھی تعلق فرقۂ قدریہ سے ہے اور یحییٰ بن حمزہ کے شاگرد اسحاق بن یزید دمشقی ہیں، ان سے محدث ابوحاتم نے روایتِ حدیث لکھی ہے، امام ابوزرعہ راوی نے بھی ان کا زمانہ پایا ہے؛ مگر ان سے کوئی روایت نہیں لکھی ہے، قَالَ أبِيْ حَاتِمٍ كَتَبَ أبِيْ عَنْہُ وَسَمِعْتُ أبَا زُرْعَةَ يَقُوْلُ أدْرَكْنَاہُ وَلَمْ نَكْتُبْ عَنْہُ (میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب)

بخاری کے مذکورہ رواۃِ حدیث کے حالات پڑھنے کے بعد غور کیجیے، ان سے مروی حدیث جہاں غریب ہے وہیں شاذ ہے (شرح نخبہ ص۴۰ و ۴۱)۔ اب خود ہی غور کیجیے کہ یہ حدیث موضعِ بحث میں قابلِ استدلال ہے یا نہیں؟ ویسے خود امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں ''قیل فی قتالِ الروم'' کا عنون قائم کرکے فضائل کے باب میں تسامح کے اصول کو ملحوظ رکھ کر اس روایت کو ذکر کیا ہے، جیساکہ آیتُ الکرسی کی فضیلت میں شیطان کے موید بالدلیل جملہ کو نقل کیا ہے۔ فَافْهَمْ وَاللهُ أعْلَمُ.

رواۃِ حدیث کے ضروری احوال جاننے کے بعد اب ہم باب اور متن حدیث کی عبارات پر غور کرتے ہیں۔امام بخاری نے باب ما قیل فی قتال الروم کے عنوان سے قائم کیاہے، قیل کے لفظ پر غور کیجیے اور قتالِ روم کو سمجھنے کے لیے سنن دارمی کی ایک حدیث پڑھیے۔

عَنْ أبِيْ قَبِيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى عَلَيْهِ وسلم نَكتُبُ اذَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ أيَّ الْمَدِيْنَتَيْنِ تُفْتَحُ أوَّلاً قُسْطُنْطُنْيَةُ أوْ رُوْمِيَّةُ فَقَالَ النَّبِيُ صَلَّى اللهُ عليه وسلّم لاَ بَلْ مَدِيْنَةُ هِرَقْلَ أوَّلاً (سنن دارمی مقدمہ باب ۴۳ من رخص فی کتابۃ العلم ۱۳۷/۱)

اس حدیث کی سند صحیح ہے، ملاحظہ ہو مصنف بن ابی شیبہ ۱۳۲۹/۵، المعجم الکبیر حدیث ۶۱۔

آگے متنِ حدیث ہے،اس میں دو غزوہ کا ذکر ہے، ایک غزوۃ البحر کا جس کے الفاظ ہیں أوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أوْجَبُوْا (بخاری ۴۰۹/۱)

اس حدیث کے مصداق بلاشبہ حضرت معاویہؓ ہیں حضرت انسؓ سے مروی روایات میں بھی بخاری شریف کے دیگر ابواب وکتب میں سیدنا امیر معاویہؓ کے نام کی صراحت ہے، اور اس غزوۃ البحر میں سیدنا معاویہؓ اور ان کی اہلیہ کے ساتھ حضرت ام حرامؓ اور ان کے شوہر عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات بھی شریکِ غزوہ تھے؛ البتہ دوسرا غزوہ کون سا ہے بحری یا بری تو اس سلسلہ میں حضراتِ شارحین میں اختلاف ہے؛ لیکن حضرت انسؓ کی صحاحِ ستہ اور دیگر کتب حدیث میں مروی روایات کی روشنی میں میرے نزدیک دوسرے غزوہ کا بھی بحری ہونا متعین ہے۔

اب آیئے حدیث کے الفاظ کو پڑھیے، جو دوسرے غزوہ سے متعلق عمیر بن الاسود کی روایت میں آئے ہیں: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم أوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ (بخاری ۴۰۹/۱)

اس حدیث میں پہلا لفظ جو یاد رکھنے کے قابل ہے اَولُ جیش ہے، یزید ہرگز اول جیش میں شامل نہیں ہے؛ چنانچہ آئندہ صفحات میں حدیث وتاریخ کی روشنی میں اس کا مفصل ومدلل تذکرہ کیاجائے گا۔

دوسرا لفظ مدینۃ قیصر کا ہے، غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے کے دوران چٹان کو توڑنے اور اس سے بجلی چمکنے کا جو منظر دکھایا گیا تھا[1] جس کی تشریح لسانِ نبوت نے قیصروکسریٰ کے محلات سے کی تھی، اس کی فتوحات کی تکمیل سیدنا عمر فاروق کی خلافت کے تین سالوں میں ہوگئی تھی؛ چنانچہ علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے: وَاسْتَوْلیٰ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْ ثَلاَثَةِ أعْوَامٍ عَلٰی كُرْسِيِّ مَمْلَكَةِ كِسْرىٰ وَعَلیٰ كرسِيِّ مَمْلَكَةِ قَيْصَرَ وَعَلیٰ أُمَّیْ بِلاَدُهُمَا (سیر اعلام النبلا ۱۱۶/۲۸)

ترجمہ: (سیدنا عمر کے دورِ خلافت کے) صرف تین سالوں (۱۴ھ تا ۱۶ھ) میں مسلمانوں نے قیصروکسریٰ کے تخت اور ان کے اہم شہروں کو فتح کرلیا تھا۔

یہاں مدینۂ قیصر کو سمجھنے کے لیے بخاری و ترمذی کی اس حدیث کو بھی سامنے رکھنا چاہیے جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک نقل کیا ہے:

اِذَا ہَلَکَ کِسْرىٰ فَلاَ کِسْرَىٰ بَعْدَہ وَاذَا ہَلَکَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَہ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِہ لَتُنْفِقَنَّ كُنُوْزَہُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ (بخاری ۴۲۵/۱، ترمذی ابواب الفتن، باب اذاذہب کسریٰ ۴۵/۲) قال الترمذی ہذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

قَالَ الْمُحَشِّيْ قولُہ اذَا ہَلَکَ کِسْرىٰ فَلاَ کِسْرىٰ بَعْدَہ بِالْعِرَاقِ وَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَہ بِالشَّامِ وَذٰلِکَ أنَّ قُوَيْشًا كَانَتْ بِالشَّامِ وَالْعِرَاقِ كَثِيْرًا لِلتِّجَارَةِ فَلَمَّا اَسْلَمُوْا خَافُوا انْقِطَاعَ سَفَرِہِمْ اِلَيْہِمَا فَبَشَّرُوْا بِذٰلِکَ وَكَذا وَقَعَ بِحَمْدِ اللهِ،اہ مجمع بحار الانوار (حاشیہ ترمذی۴، ۴۵/۲)

حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ہرقل کو صلحِ حدیبیہ کے بعد خط لکھا تھا اور حضرت دحیہ کلبیؓ کو خط دے کر بصریٰ بھیجا تھا ان دنوں روم کا بادشاہ ہرقل حمص ہوکر ایلیا پہنچا تھا، وہیں اس کو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک دیا گیا تھا، اس نے ابوسفیان کو بلواکر حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو احوال معلوم کیے تھے، وہ سب واقعات ملکِ شام ہی میں پیش آئے تھے۔ (ملاحظہ ہو بخاری کتاب الجہاد باب ۱۰۲، حدیث ۲۸۵۲، ۲۸۵۳)

مندرجہ روایات کے تناظر میں مدینۂ قیصر کا مصداق احقر کے نزدیک قسطنطنیہ نہیں؛ بلکہ ملکِ شام کا علاقہ ہے، تاہم اگر دریائی سفر کرکے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا پہلا لشکر مراد ہے تب بھی اس کا مصداق سیدنا معاویہؓ اور ان کے دیگر رفقاء ہیں جس میں یزید ہرگز شامل نہیں ہے؛ لیکن اس کی تفصیل جاننے سے قبل بطور جملۂ معترضہ کے علامہ ذہبی کا ایک بیان پڑھ لیجیے، انھوں نے خلافتِ راشدہ کے تذکرہ میں ۲۰ھ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَفِيْهَا (أيْ فِيْ سَنَةِ عِشْرِيْنَ) هَلَکَ هِرَقْلُ عَظِيْمُ الرُّوْمِ وَهُوَ الَّذِيْ كَتَبَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْهُ الٰى الاسْلاَمِ وَقَامَ بَعْدَه ابْنُه قُسْطُنْطِيْنُ (سیر اعلام النبلا ۲۸/۱۲۵)

ترجمہ: جس ہرقل کو حضورِپاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نامۂ مبارک لکھا تھا، اس کی وفات سن ۲۰ھ میں ہوگئی، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین اس کا جانشین ہوا، جو قسطنطنیہ میں رہا کرتا تھا۔ ۳۲ھ میں سیدنا معاویہؓ نے اس سے جنگ کرتے ہوئے اپنا لشکر قسطنطنیہ کی گھاٹی تک پہنچادیا تھا؛ چنانچہ علامہ ذہبیؒ نے ۳۲ھ کے ذیل میں لکھا ہے: فِيْهَا كَانَتْ وَقْعَةُ الْمُضِيْقِ بِالْقُرْبِ مِنْ قُسْطُنْطُنْيَةَ وَأمِيْرُهَا مُعَاوِيَةُ (سیر اعلام النبلاء ۲۸/۱۸۱)

علامہ ابن کثیرؒ نے بھی "البدایہ والنہایہ" جلد سابع میں لکھا ہے:

ثُمَّ دَخَلَتْ سنةُ ثْنَتَيْنِ وَثَلاَثِيْنَ وَفِيْهَا غزا مُعَاوِيَةُ بِلاَدَ الرُّوْمِ حَتّٰى بَلَغَ الْمُضِيْقَ مُضِيْقَ قُسْطُنْطِنِيَةَ. (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۷/۱۵۹)

امام طبریؒ نے بھی ۳۲ھ کے اہم واقعات کے تحت واقدی اور ابو معشر کی روایت سے سیدنا معاویہ بن سفیان کے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تاریخ طبری مترجم حصہ سوم ۳۶۵، خلافتِ راشدہ۲) (باقی)

$$$

[1] نسائی شریف کتاب الجہاد، باب غزوۃ التبوک والحبشۃ ۲/۵۳۔